OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:5, Issue: 1, Jan – June 2020
DOI: 10.36476/JIRS.5:1.06.2020.09, PP: 47-68

مجلۃ الاحکام العدلیۃ اور پاکستانی قوانین کے تناظر میں مسائلِ وکالت کا تقابلی و تطبیقی جائزہ

Comparison and Application of Advocacy Issues in the Context of Majallah Al-Aḥkām Al-'Adaliya and Pakistani Law

Zia ur Rahman
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies,
Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan
Dr. Niaz Muhammad
Professor, Department of Islamic Studies,
Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan
Dr. Karim Dad
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan

Version of Record Online/Print: 29-06-2020
Accepted: 25-05-2020
Received: 31-01-2020

Abstract

The Islamic Shari'ah has ensured and guaranteed protection and security of life, wealth, and honor through the imposition of different laws and injunctions. Alongside this, it permitted the jurists of the Ummah to frame and promulgate laws for their security under the Quran & Sunnah, which are the primary sources of Shari'ah. The Muslim scholars authored jurisprudence books keeping in view the need for the time in every era and thus a vast compilation of Islamic literature came into existence. The Ottoman Caliphate enjoys a particular background and characteristics among different Muslim empires. The said Caliphate not only had very extensive geographical boundaries but also had links with the contemporary governments. This Caliphate, following Fiqh Ḥanafī, had formed Majallah al Aḥkām al 'Adaliyah for the country's economic system. The clauses of Majallah were based on deep-rooted thoughts and, therefore, caused a great impact on the succeeding assets and heritage of jurisprudence. In this article, after mentioning the introduction of Majallah Al-Aḥkām Al-'Adliyah and its methodology, a comparative and applied review of the selected provisions of "Kitāb Al-Wakālah" with "Contract Act 1872" is discussed and finally, the conclusions drawn from this research, along with few recommendations, are mentioned.

***Keywords**: Majallah al-Aḥkām al-'Adliyah, Wakālah, advocacy, Pakistani Laws*

CC BY

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ایک مکمل دین کی حیثیت سے اپنا پسندیدہ دین بتایا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کے احکامات محض عبادات تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں یہ انسانیت کی رہنمائی کرتے ہیں۔اس نے انسان اور خالق کے مابین تعلقات کے ساتھ ساتھ انسانوں کے باہمی معاملات میں واضح رہنمائی فراہم کی ہے۔شریعت نے انسان کی جان، مال اور عزت کے تحفظ کو مختلف قوانین کے نفاذ کے ذریعے یقینی بنایا اور اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کو بھی یہ اجازت دی کہ خدائی قانون کے تحت اپنے تحفظ کے لئے قوانین وضع کریں، کیونکہ قانون ہی کے ذریعے نسل انسانی کا تحفظ، امن کا حصول اور جرائم کی روک تھام ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی مہذب معاشرے میں قانون کو بنیادی اساس کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

آزادی کے بعد پاکستان میں چونکہ برطانوی استعمار کے قوانین رائج تھے، للذا یہ ضرورت محسوس کی گئی ان قوانین کا از سر نو جائزہ لیا جائزہ جائے اور ان کو اسلامی سانچے میں ڈالا جائے کیونکہ مذہبی رجحان رکھنے والی عوام اس میں مزید بہتری کی گنجائش دیکھتے ہیں۔ عوام کی رائے کے احترام میں آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۲۷ میں مقنّنہ کو اس بات کا پابند بنایا گیا کہ وہ کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے منافی نہیں بنائے گی اور پہلے سے موجود قوانین کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لے گی۔اس مقصد کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا اور آئین میں اس کے لئے باقاعدہ طریقہ کار طے کیا گیا۔اس ادارے کا قیام قوانین کی اسلامائزیشن کی طرف ایک انقلابی قدم تھا۔آئین میں طریقہ کار طے ہو جانے کے بعد محققین بھی اس جانب راغب ہوئے اور فقہی تراث کی مدد سے وضعی قوانین کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کیا۔

اہمیتِ موضوع:

ان تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی کہ وضعی قوانین میں سے کہیں کہیں شرعی طور پر سقم موجود ہے۔ایسی قانونی دفعات کی اصلاح کے لئے محققین کو فقہی تراث میں سے عموماً ایسی جامع کتب کی تلاش رہتی ہے، جو عصر حاضر کے وضعی قوانین کی طرح دفعہ بند شکل میں ترتیب دیئے گئے ہوں اور زمانہ قریب میں کسی ریاست میں بطور قانون نافذ رہے ہوں۔ ہماری فقہی تراث میں مجلّہ ہی وہ مجموعہ ہے جو مندرجہ بالا خوبیوں کو جامع ہے۔پاکستانی محققین کی مجلّہ کی طرف رغبت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں فقہ حنفی سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مجلّہ الاحکام العدلیۃ کی جامعیت، حسن ترتیب اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگی کی وجہ سے محققین کی نظر انتخاب اسی پر پڑتی ہے۔

ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس گراں مایہ کتاب کا تشکیلی پس منظر اور منہج محققین کے لئے واضح طور بیان کیا جائے۔اس ضرورت کے پیش نظر اس تحقیقی مقالہ میں مجلۃ الاحکام العدلیۃ کی کتاب الوکالۃ کی منتخب دفعات کا پاکستانی قوانین کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

منہج تحقیق:

یہ آرٹیکل تین حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں تعارف پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں مجلّہ الاحکام العدلیۃ کے منہج کو شرح وبسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تیسرے حصے میں کتاب الوکالۃ کی منتخب دفعات کا پاکستانی قانون معاہدہ (Contract Act 1872) سے تقابلی اور تطبیقی جائزہ زیر بحث لا کر آخر میں اس تحقیق سے اخذ شدہ نتائج ذکر کئے گئے ہیں۔

پہلا حصہ:

مجلۃ الاحکام العدلیہ کا تعارف

فقہ اسلامی کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ صدیوں سے مسلمانوں کے علمی ورثہ میں موجود ہے۔ اولاً یہ تصانیف قدیم وضع پر تھیں، ان اقوال و فتاوٰی کے ہجوم سے مناسب قول کی تلاش ایک دشوار کام تھا۔ اس دقت کو محسوس کرتے ہوئے مختلف ادوار میں مسائل و احکام کی ترتیب نو کا کام کیا جاتا رہا۔ فقہ حنفی کے حوالے سے اس ضمن میں اورنگ زیب عالمگیر کی مساعی نمایاں حیثیت کی حامل ہیں۔ ان کے حکم سے ہندوستان کے مقتدر علماء کی ایک جماعت نے ان مسائل و فتاوٰی کا ایک مجموعہ مرتب کیا جن پر علماء فقہ کا اتفاق تھا، جس میں ایسے نادر فیصلوں کو شامل کیا گیا جنہیں علماء کے ہاں حسن قبول کا درجہ حاصل تھا۔ یہ ضخیم مجموعہ فتاویٰ ہندیہ یا فتاویٰ عالمگیری کے نام سے مشہور ہوا۔ فقہ حنفی کے اس مشہور ماخذ کی ترتیب علامہ مرغینانی کی معروف کتاب ہدایہ کے مطابق ہے اور فقہ اسلامی کی دیگر کتابوں کی طرح اس میں عبادات اور معاملات دونوں قسم کے مسائل ہیں۔ تاہم فتاویٰ عالمگیری سمیت ہماری تمام تر فقہی میراث میں کوئی کتاب ایسی موجود نہ تھی جس میں احکام دور جدید کے تقاضوں کے مطابق دفعات کی ترتیب سے مندرج ہوں۔ اس مقصد کے لئے خلافت عثمانیہ کے زمانے میں انہی ضروریات کو مد نظر رکھ ایک کتاب مرتب کی گئی جسے مجلۃ الاحکام العدلیۃ کا نام دیا گیا۔

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کی وجہ تسمیہ:

مجلۃ الاحکام العدلیۃ تین الفاظ کا مجموعہ ہے۔ ذیل میں تینوں الفاظ کی لغوی اور اصطلاحی بحث الگ الگ پیش کی جارہی ہے تاکہ مذکورہ تین الفاظ کے معانی کی تفہیم میں آسانی ہو۔

مجلۃ

مجلّہ کے حروف اصلی ج۔ل۔ل ہیں اور اس کا اردو میں ترجمہ "رسالہ" یا "صحیفہ" اور انگلش میں میگزین (Magazine) کہتے ہیں۔ عربی لغت میں ہر کتاب کے لئے بھی مجلّہ کا لفظ مستعمل ہے۔ الصحاح تاج اللغۃ میں ہے:

"والمِجَلّةُ: الصحيفةُ فيها الحكمةُ. قال أبو عبيد: كلُّ كتابٍ عند العرب مَجَلَّة"[1]

"مجلۃ صحیفہ کو کہا جاتا ہے جس میں حکمت کی بات موجود ہو۔ ابو عبید کہتے ہیں عرب کے ہاں ہر کتاب کو مجلّہ کہا جاتا ہے۔"

لسان العرب میں مجلۃ کی جمع مجال لکھی ہے۔ بعض حضرات کے مطابق یہ عبرانی لفظ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اصلاً عربی کا لفظ ہے جبکہ "معجم اللغة العربية المعاصرة" کے مطابق مجلۃ کی جمع مجلات ہے۔ صاحب لسان العرب رقم طراز ہیں:

"مَجَالُ؛ هِيَ جَمْعُ مَجَلَّة يَعْنِي صُحُفاً قِيلَ إِنها معرَّبة مِنَ الْعِبْرَانِيَّةِ، وَقِيلَ: هِيَ عَرَبِيَّةٌ، وَقِيلَ: مَفْعَلة مِنَ الْجَلَالِ"[2]

"مجال مجلّہ (یعنی صفحات) کی جمع ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ عبرانی زبان سے ماخوذ ہے جب کہ بعض کے مطابق یہ اصلاً عربی ہی کا لفظ ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لفظ جلال سے مفعلۃ کے وزن پر ہے۔

احمد بن فارس قزوینی کے مطابق کتاب کو اس کی علمیت اور جلالت شان کی وجہ سے مجلۃ کہا جاتا ہے:

"لِعِظَمِ خَطَرِ الْعِلْمِ وَجَلَالَتِهِ"[3]

المعجم الوسیط نے اس کی تعریف کم و بیش انہی الفاظ یعنی "الكتاب و الصَّحيفةُ تَجْمَعُ طرائف المعرفة" سے کی ہے جب کہ الفروق اللغویۃ کے مصنف حسن بن عبد اللہ العسکری کے مطابق کتاب اور مجلۃ میں فرق اس کے مضامین کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کتاب عام ہے چاہے اس میں اہم علمی مضامین ہوں یا نہ ہوں جبکہ مجلۃ صرف اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو عظیم الشان اور حکمت کی باتوں کو محیط ہو، چنانچہ لکھتے ہیں:

"الْفرق بَين الْكتاب والمجلة أَن الْمجلة كتاب يحتوي على أَشْيَاء جليلة من الحكم وَغَيرهَا"[4]

"کتاب اور مجلۃ میں فرق یہ ہے کہ مجلۃ اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں حکم وغیرہ جیسی اہم چیزوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔"

یہ بات لسان العرب میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے "الصَّحِيفَةُ فِيهَا الحِكْمَةُ" اور اس کی تائید میں حدیث لقمان[5] بھی ذکر کی ہے، جس کے بعد یہ لکھا ہے:

" كُلُّ كِتَابٍ عِنْدَ الْعَرَبِ مَجَلَّة"

"اہل عرب کے ہاں ہر کتاب کو مجلّہ کہا جاتا ہے۔"

صاحب تاج العروس لکھتے ہیں کہ ابن اعرابی نے اپنے ہاتھ میں کاپی پکڑتے ہوئے ایک بدو سے دریافت کیا کہ مجلۃ کسے کہتے ہیں جس کے جواب میں بدو نے کہا "التي في يدِكَ"، "جو آپ کے ہاتھ میں ہے" یعنی کاپی[6]۔ لسان العرب میں مجلۃ کی تعریف اور اس کی بعض اقسام کا تعارف ان الفاظ سے کیا گیا ہے:

"صحيفة مُصوَّرة عامَّة أو متخصِّصة في فنّ من الفنون، دوريّة، لكنّها غير يوميّة (مَجَلَّة علميّة/ أسبوعيّة/ شهريّة- المجَلَّة المصوّرة) مَجَلَّة حائطيّة: مَجَلَّة تُعلَّق على الحائط"[7]

"مجلۃ عام صحیفہ کو کہا جاتا ہے یا کسی بھی خاص فن میں لکھے گئے رسالے کو جو خاص مدت بعد شائع (روزنامہ کے علاوہ) جیسے سالانہ، ماہانہ، ہفتہ وار وغیرہ۔ جو رسالہ نوٹس بورڈ پر چسپاں کیا جاتا ہے اسے "مَجَلَّة حائطيّة" کہا جاتا ہے۔ سالانہ شائع ہونے والے کو "مَجَلَّة حوليّة"[8]، سہ ماہی رسالہ کو "مجلة ربع سنوية"، ہفتہ وار میگزین کو "مجلة أسبوعيَّة" جب کہ ماہانہ شائع ہونے والے کو "مجلَّة شهريَّة" کہتے ہیں۔

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کو مجلۃ کہنے کی کیا وجوہات ہیں؟ ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس کتاب میں مخصوص فقہی مسائل کے بارے میں قانونی دفعات کا تذکرہ ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مجلۃ الاحکام العدلیۃ ایک دفعہ ہی منظر عام پر نہیں آئی بلکہ تقریباً آٹھ (۸) سال کے عرصے میں ایک ایک باب سامنے آتا رہا، اس لئے اس کو مجلۃ کہا جاتا ہے۔

الاحکام

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کا دوسرا لفظ احکام ہے۔ احکام حکم کی جمع ہے جو باب نصر سے مصدر ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے (Control Authority , Command,) اور (Judgment) کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں۔ قرآن میں یہی لفظ علم اور فقہ کے معنی میں بھی ماستعال ہوا ہے جیسا کہ سورہ مریم میں "وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا"[9] میں بیان کیا گیا۔ اسی سے لفظ "حَكَم" اور "حکیم، حاکم، احکم" بھی ہیں جو اللہ کے لئے بطور صفات استعمال کئے گئے ہیں۔ حکم کا ایک معنی "القضاء بالعدل"

(انصاف سے فیصلہ کرنا) ہے جس کا تذکرہ محمد بن احمد بن الازہری نے بھی کیا ہے۔[10] بعض لغویین کے مطابق قضاء میں عدل کی شرط نہیں بلکہ مطلق فیصلہ سنانے کو بھی حکم کہہ سکتے ہیں جیسا کہ صاحب تاج العروس رقم طراز ہیں:

"(الحُكْمُ، بالضَّمِّ: القَضاءُ) فِي الشَّيْء بأَنّه كَذا أَو لَيْس بِكَذا هَذَا قولُ أَهلِ اللّغة، وخَصَّصَ بَعضُهم فَقَالَ: القَضاءُ بالعَدْل"[11]

"حکم (حاء کے ضمہ کے ساتھ) فیصلہ سنانے کو کہا جاتا ہے کہ یہ معاملہ ایسا ہے یا نہیں ہے۔ یہ اہل لغت کا قول ہے جب کہ بعض کے مطابق (حکم کا معنی) "عدل کے ساتھ فیصلہ سنانا" ہے۔"

حکم کو حکمت کے معانی پر بھی محمول کیا گیا ہے۔ قرآن میں لفظ حِکمۃ، عدل، علم، حلم، نبوت، قرآن اور انجیل کے لئے آیا ہے تاہم اس کا اکثر معنی منع اور روکنے سے کیا گیا ہے جیسے "معجم مقاييس اللغة" میں حکم کے ذیل "الْحُكْمُ، وَهُوَ الْمَنْعُ مِنَ الظُّلْم"[12] میں لکھا گیا ہے جس کی تائید اور مقامات سے ہوتی ہے جیسے الشیخ عادل یوسف العزازی لکھتے ہیں:

"الحكم لغة :المنع، وسُمِّي القضاء حكمًا؛ لأنه يمنع النزاع والخصومات"[13]

اسی کی تائید تھذیب الغۃ کے اس پیرا گرف سے ہوتی ہے۔

" وَالْعرب تَقول: حَكَمْت وأَحْكمتُ وحكَّمت بِمَعْنى مَنَعْت ورددت، وَمن هَذَا قيل للْحَاكِم بَين النَّاس حَاكم: لِأَنَّهُ يمْنَع الظَّالِم من الظُّلم.... قَالَ الْأَصْمَعِي: أصل الحُكومة ردُّ الرجُل عَن الظُّلم ... ثَعْلَب عَن ابْن الأعْرَابِي: قِيلَ للْحاكم حاكِمٌ لأنّه يَمْنَعُ من الظُّلْمِ"[14]

"عرب "حَكَمْت وأَحْكمتُ وحكَّمت" کو منع کرنے اور رد کرنے کے معنی میں بولتے ہیں۔ اسی لئے لوگوں کے مابین فیصلہ کرنے والے کو حاکم کہا جاتا ہے کہ وہ ظالم کو ظلم سے روکتا ہے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ حکمرانی "انسان کو ظلم سے روکنا" ہی ہے۔ ثعلب، ابن اعرابی سے نقل کرتے ہیں کہ حاکم کو حاکم اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم سے روکتا ہے۔"

حکم کی اصطلاحی تعریفات کے تحت کچھ کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

- خطاب الله تعالى المتعلق بأفعال المكلفين اقتضاء أو تخييرًا أو وضعًا[15]
- القرار الذي يصدره القاضي لينهي به المخاصمة بين المتخاصمين . (فقهية)[16]
- الرابع: الحكم هو القرار الصادر عن القضاة، وهو استعمال قضائي.[17]
- "هو خطاب الشارع"
- "هو خطاب الله تعالى المتعلق بأفعال العباد"[18]
- "خِطَابُ اللَّهِ،الْمُتَعَلِّقُ بِأَفْعَالِ الْمُكَلَّفِينَ، بِالِاقْتِضَاءِ، أَوِ التَّخْيِيرِ، أَوِ الْوَضْعِ"[19]

مذکورہ تمام تعریفات میں اختلاف محض لفظی ہے اور معنی و مفہوم تقریباً ایک ہی ہے۔ حکم کی درج بالا توضیح کے بعد مجلۃ الاحکام العدلیۃ کے لئے احکام کا لفظ استعمال کرنے کی وجہ معلوم ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس میں قانونی دفعات کا تذکرہ ہے جو واضح طور پر منع ہی کے لئے ہیں اور اس کے قانونی پہلو کے پیشِ نظر یہ بات سمجھنا دشوار نہیں کہ اس کا مقصد معاشرتی انصاف کی فراہمی ہے۔

العدلیۃ

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کا تیسرا لفظ عدل سے ماخوذ ہے جو باب ضرب سے آتا ہے۔ عَدل کا معنی لغات میں "خلاف الجَور" یعنی ظلم کا متضاد اور "الحکْمُ بالحقّ" کیا گیاہے۔ معجم اللغۃ العربیۃ لمعاصرۃ میں "عدَل بين المتخاصمين" کا مطلب "أنصف بينهما وتجنّب الظُّلْمَ والجَوْرَ، أعطى كلَّ ذي حقٍ حقَّه" لکھا گیا ہے یعنی دونوں فریقین کے مابین ناانصافی سے بچتے ہوئے برابری کرنا جس سے ہر ایک کو اپنا حق مل جائے۔ فیصلہ سازی میں انصاف سے کام لینے والے کو عادل کہا جاتا ہے اور اس کی جمع عَدل آتی ہے جیساکہ الصحاح کے مصنف لکھتے ہیں: "عَدَلَ عليه في القضيّة فهو عادِلٌ"[20]

العدل اللہ کی صفات میں سے ہے، اسی سے لفظ "عدیل" ماخوذ ہے جس کا معنی وزن میں برابری کرنے والاہے۔ اس سے مزید الفاظ "عَدَالة والعُدُولة والمِعْدَلة والمِعْدِلةُ"[21] بھی ہیں۔ دار القضاء کا ایک نام "قصْر العَدْل" بھی اسی وجہ سے ہے۔ اسی مادہ کو باب تفعیل میں ڈھال لینے سے اس کے معانی مین انصاف و برابری قائم رہتی ہے جیساکہ "عدَّل الشَّيءَ" کا مطلب کسی چیز کی اصلاح کرنے اور اس کو برابر و متوازی کرنے کے ہیں اور کسی بھی شعر کے وزن اور قافیہ میں برابری کرنے کو "عدَّل الشِّعْرَ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عادل اپنے برعکس معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اسی سے لفظ عدول یعنی انحراف بھی ہے اور عادل اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے رب سے انحراف کرتا ہے اور شرک کرتا ہے "والعادِلُ: المشْرِكُ الذي يَعْدِلُ بربّه"[22]

حاصل بحث:

ما قبل میں کی گئی لغوی کلام سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ مجلۃ میں محررہ بالا تینوں معانی موجود ہیں۔ یہ دستاویز چونکہ یکبارگی سامنے نہیں آئی بلکہ تقریباً آٹھ سال (۱۲۸۶ھ تا ۱۲۹۳ھ) کے عرصہ میں احمد جودت پاشا و دیگر ماہرین فقہ و قانون کی تصحیحات و تنقیحات کے بعد اس کا ایک ایک حصہ سامنے لایا جاتا رہا، اس لئے اس کو "مجلۃ" کے نام سے موسوم کیا گیا اور قانونی مسائل کا حل موجود ہونے کی وجہ سے "الاحکام العدلیۃ" کہا گیا ہے۔

دوسرا حصہ:

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کا تشکیلی پس منظر اور منہج

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کا عظیم منصوبہ خلافت عثمانیہ کے ۳۲ویں خلیفہ سلطان عبدالعزیز خان بن محمد ثانی (۱۸۳۰ء – ۱۸۷۶ء) نے شروع کروایا۔ مجلۃ الاحکام کا تشکیلی پس منظر جاننے کے لئے اس زمانے کے تقاضوں کو جاننا ضروری ہے جس میں یہ لکھا گیا۔ مرتب دیوانی قوانین کی عدم موجودگی کی وجہ سے عثمانی عدالتوں میں اس بات کو محسوس کیا جاتا تھا کہ قانونی کتب کی دفع بندی کرکے ان کو ایسے سہل انداز سے لکھا جائے جس سے قاضیوں کو مطلوبہ مسئلہ تلاش کرنے میں آسانی ہو اور طویل کتب فقہ کی ورق گردانی میں صرف ہونے والا وقت بچ سکے۔ ملحوظ رہے کہ تمام قضاۃ میں وہ علمی و فقہی مہارت موجود نہیں تھی، اس بات کا اظہار درر الحکام کے مقدمہ میں کیا گیا ہے۔[23]

خلافت عثمانیہ میں حنفی مسلک بطور قانون رائج تھا جس کی خاصیت ائمہ احناف کا باہم اختلاف اور ایک ایک مسئلہ میں کئی مختلف آراء کا سامنے آنا ہے۔ ان باہم مخالف اقوالِ ائمہ احناف میں سے مفتی بہ قول کا انتخاب یا ان میں تطبیق کرنے کی صلاحیت ہر قاضی میں موجود ہونا ممکن نہیں اس لئے ایک ایسی قانونی کتاب درکار تھی جس میں مذکورہ اختلافات کی بجائے مفتی

بہ اقوال کو جمع کیا جائے جس سے عدالتی وقت بھی ضائع نہ ہو اور تیز ترین انصاف تک عوام کی رسائی ممکن ہو سکے۔ نیز فقہ حنفی میں تبدیلیٔ زمانہ سے تبدیلیٔ احکام کا اصول اور عرف و عادت کا لحاظ رکھنا بھی اس بات کا متقاضی تھا کہ کتبِ فقہ کی قانونی زبان کو جدید دور سے ہم آہنگ کیا جائے۔ اس ضرورت کا بر قوت ادراک "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" کی تشکیل کی صورت میں ظاہر ہوا۔

مذکورہ بالا وجوہات کا تذکرہ علی پاشا ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"أن علم الفقه بحر لا ساحل له واستنباط درر المسائل اللازمة منه لحل المشكلات يتوقف على مهارة علمية وملكة كلية على الخصوص مذهب السادة الحنفية لأنه قام فيه مجتهدون كثيرون متفاوتون في الطبقة ووقع فيه اختلافات كثيرة ومع ذلك فلم يحصل فيه تنقيح كما حصل في فقه الشافعية بل لم تزل مسائلة أشتاتا متشعبة فتمييز القول الصحيح بين تلك المسائل والأقوال المختلفة وتطبيق الحوادث عليها عسير جدا"[24]

"بے شک علم فقہ ایک بحرِ بے کنار ہے اور اس کے ذریعے مسائل کا استنباط کرنے کا دار و مدار علمی مہارت اور کلی ملکہ پر ہے۔ خصوصاً جب بات فقہ حنفی کی ہو اس لئے کہ اس میں مجتہدین کی ایک بڑی تعداد گزری ہے جو طبقات کے لحاظ سے مختلف اور اس میں بے شمار اختلافات ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود فقہ شافعی کی طرح اس کی تنقیح نہیں ہوئی بلکہ اس کے مسائل بکھرے پڑے ہیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ ان اقول مختلفہ میں سے قول صحیح کا انتخاب اور ان پر پیش آمدہ مسائل کی تطبیق ایک کٹھن کام ہے۔"

عثمانی دور کے اس مرحلہ میں تجارت ایک عالمی اقتصادی نظام کی شکل میں سامنے آچکی تھی اور بازاروں میں نت نئے مسائل سامنے آرہے تھے۔ علاوہ ازیں یورپی ممالک خصوصاً فرانس میں قانون مدنی (سول لاء) کی دفع بندی کی اہمیت و افادیت خلافت عثمانیہ میں محسوس کی گئی اور اسلامی قانون کو بھی دفع بندی کے مراحل سے گزارنے کا عمل شروع کیا گیا۔ عثمانی حکومت میں اثر و رسوخ رکھنے والے حضرات جیسے احمد جودت پاشا (نگرانِ دیوان عدالتی احکام)، علی پاشا (صدر الاعظم)، قابولی پاشا اور فواد پاشا کی رغبت اور فکری و نظریاتی رسائی بھی کام آئی جو فرانس کے سول لاء سے استفادہ کرکے اس کی تطبیق اسلامی احکام سے کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

کتب فقہ کی کثرت اور اس میں مسائل کا منتشر ہونا بھی ایک مسئلہ تھا جس میں کئی مسائل اپنے ابواب میں موجود نہیں تھے اور کئی مسائل ایسے بھی تھے جو ابواب کے ساتھ ادنی مناسبت کے باوجود اس میں شامل ہوتے جو یقیناً حرج و تکلیف کا باعث تھا۔ مجلۃ الاحکام میں اس مسئلہ کو بطور خاص ذہن میں رکھا گیا ہے۔ ان عوامل کے علاوہ عوام کی طرف سے مغربی طرز پر قوانین کی دفع بندی کا مطالبہ بھی مجلۃ کی تشکیل کا باعث بنا۔

مجلۃ لاحکام العدلیہ کے مصادر و مراجع:

مجلۃ لاحکام العدلیۃ کے قواعد و مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اکثر مسائل ظاہر الروایۃ سے ماخوذ ہیں تاہم اس کے علاوہ بھی فقہ اسلامی کی معروف کتب سے عموماً اور فقہ حنفی کی کتب فقہ و اصول فقہ اور ان کے حواشی و شروح، قواعد فقہیہ کی کتب مثلًا در المختار، رد المحتار، فتاویٰ عالمگیری، فتح القدیر، بزازیہ، الدر المنتقی، الطحطاوی، خانیہ، مجمع الانہر، زیلعی، بحر المحیط، ملتقی الابحر وغیرہ سے مفتی بہ اقوال و مسائل لے کر یہ قانونی دستاویز تیار کی گئی ہے۔ مجلۃ میں عرف و عادت کا قاعدہ ملحوظ رکھتے ہوئے کسی

بھی ایک امام کا قول نہیں لیا گیا بلکہ کہیں امام ابو حنیفہ، صاحبین (بیع الصبرۃ)[25] امام ابو یوسف (مسئلہ عقد استصناع)[26]، امام محمد (مدت خیار نقد)[27] اور دیگر ائمہ کے اقوال کو ترجیح دی گئی۔ مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں اکثر قوانین فقہ حنفی سے ہی ماخوذ ہیں تاہم بعض مقامات پر دیگر فقہ سے بھی استفادہ کیا گیا جیسا مسئلہ بیع بالشرط میں ابن شبرمۃ اور ابن ابی لیلیٰ کا قول اختیار کیا گیا ہے۔[28]

قواعد فقہیہ کی تدوین آٹھویں صدی ہجری میں شروع ہو چکی تھی۔ مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں مذکور قواعد فقہیہ کا اساسی منبع ابن نجیم کی "الاشباہ والنظائر" ہے اور دوسری کتاب جس سے استفادہ کیا گیا ہے ابو سعید الخادمی کی "خاتمہ مجامع الحقائق" ہے۔[29]

مجلۃ الاحکام العدلیہ: منہج اور ابواب و فصول کا مطالعاتی جائزہ:

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کل سولہ (١٦) ابواب پر مشتمل ہے جو مزید ذیلی فصول میں منقسم ہے جس کی تفصیل ذیل میں کی گئی ہے:

مجلۃ کے سولہ ابواب سے قبل مختصر مقدمہ ہے جو دو فصول اور سو (١٠٠) دفعات پر مشتمل ہے۔ فصل اول علم فقہ کی تعریف و تقسیم (Definition and Classification of Islamic Jurisprudence) کے بارے میں ہے۔ یک صفحی مختصر فصل میں اولاً علم فقہ سے متعلق کچھ اہم موضوعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جب کہ فصل دوم میں بنا تفصیل و توضیح ننانوے (٩٩) قواعد فقہیہ (Maxims of Islamic Jurisprudence) کا بیان ہے۔ قواعد فقہیہ دین کی تفہیم کے لئے منبع و اساس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ قواعد دراصل قرآن وسنت کی درست تعبیر کا وہ پہلو ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ شریعت کو باطل کی آمیزش سے دور رکھنے کے لیے دین فہمی رکھنے والے اشخاص نے اس فن کو مرتب کیا اور انہی قواعد کی بنیاد پر احکام شریعت کی تشریح و توضیح کو ممکن بنایا۔ قواعد کی حیثیت آفاقی و مسلمہ ہے۔ مجلّہ الاحکام العدلیۃ میں مذکور مثلاً "المشقة تجلب التیسیر" ایک ایسا قاعدہ ہے جو کہ عموم بلویٰ اور مشقت کی صورت امت مسلمہ کو سہولت پیش نظر اذیت سے بچاتا ہے۔ یہ قرآن وسنت کا بلا تفریق مسلک عمومی مزاج ہے۔ اس پر قرآن کی آیات شاہد ہیں جیسے:

- يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[30]
- وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ[31]
- لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا[32]

احکامِ دین میں سہولت اور دفع حرج کی تعلیمات کا یہ پہلو احادیث سے بھی واضح ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ اپنی صحیح میں حدیث ذکر کرتے ہیں:

"إن الدين يسر، ولن يشاد أحد الدين إلا غلبه"[33]

"دین بہت آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی کرے گا وہ اس پر غالب آجائے گا۔"

دوسری حدیث میں اسی مفہوم کو زیادہ وضاحت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا"[34]

"دین میں آسانی کرو اور سختی نہ کرو۔"

الحاصل یہ کہ چوں کہ قواعد فقہیہ مقاصد شریعت سے مطابقت رکھتے ہیں اس لئے پہلا باب قواعد فقہ کے بارے میں ہے تاکہ بعد والے ابواب کا مقصد بھی معلوم ہو جائے کہ ان ابواب میں اسی مقصد کے پیش نظر مسائل میں سہولت کا عنصر ملحوظ

خاطر رکھا گیا ہے۔ بادی النظر میں ایسا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے سولہ ابواب سے قبل ان قواعد فقہیہ کا تذکرہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان قواعد سے ہی مسائل حل کی گئے ہیں اور کسی مسئلے کے ان ابواب میں نہ ہونے کی صورت میں یا کسی بھی مقدمے کے فیصلہ میں شریعت کا عمومی مزاج معلوم کرنے کے لئے ان قواعد سے مدد لی جاسکتی ہے۔

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کے ابواب کا طرز بیان یہ ہے کہ ہر باب کے آغاز سے پہلے ایک مقدمہ قائم کیا گیا ہے جس میں اس باب سے متعلقہ اصطلاحات بیان کی گئ ہیں جس سے ابواب کے مطالعہ کے دوران ان الفاظ و اصطلاحات کے درست معانی قاری کو بآسانی پہنچ جاتے ہیں۔

قواعد فقہیہ کے بعد مجلۃ الاحکام العدلیہ کے باقی ابواب میں دو قسم کے مسائل کا تذکرہ ہے۔ معاملات یعنی خرید فروخت کے مسائل اور ان کا قانونی حل۔ اس ضمن میں کل بارہ (۱۲) کتب ہیں۔ باہمی لین دین، خرید وفروخت قرض وغیرہ کو "معاملات" کہتے ہیں، انسانی زندگی میں باہمی ربط و تعلق کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ معاملات ناگزیر ہیں، بلکہ زندگی کا دارومدار ہی معاملات پر ہے۔ اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے ساتھ معاملات میں بھی انسانوں کی راہنمائی کی ہے، تاکہ لین دین کرتے وقت انسان احکام شرح اور وحی الٰہی کی روشنی میں اپنے معاملات کو جائز اور پاک صاف رکھ سکیں، ایک دوسرے کے ساتھ دھوکہ دہی، جھوٹ وفریب وغیرہ جیسی چیزوں سے پرہیز کر سکیں۔ مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں اسی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر معاملات کو بارہ (۱۲) ابواب پر منقسم کیا گیا ہے۔

تیسرا حصہ:

کتاب الوکالہ کی منتخب دفعات کا پاکستانی قانون معاہدہ (Contract Act 1872) تقابلی اور تطبیقی جائزہ

مجلّہ میں بیان:

وکالت: اپنا کام کسی اور کے سپرد کرنا اور اسے اس میں اپنا قائم مقام بنانا۔ اپنا قائم مقام بنانے والے کو موکل، جو قائم مقام ہوا اسے وکیل اور جس کام کے لئے قائم مقام بنایا ہوا اسے موکّل بہ کہا جاتا ہے۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء کے دسویں باب (Agency) کی دفعہ ۱۸۲ میں ایجنٹ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئ ہے:

"ایجنٹ وہ شخص ہے جو کسی دوسرے کی خاطر اقدامات سرانجام دینے یا تیسرے فریق سے معاملات طے کرتے ہوئے کسی کے لئے نمائندگی کے فرائض سرانجام دے۔"[35]

مالک کی تعریف کے بارے میں لکھا گیا ہے:

"جس کی خاطر یہ اقدامات کئے جائیں یا جس کی نمائندگی کی جائے اسے مالک کہا جاتا ہے۔"[36]

تقابل:

پاکستانی قانون، قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں ذکر کردہ ایجنٹ پر مجلّہ کی تعریف اس پر صادق آتی ہے۔ معاصر دور میں قانونی مشاورت ورہنمائی اور عدالتی معاملات میں مدعی یا مدعی علیہ کی طرف سے عدالتی کاروائی میں موقف پیش کرنے اور اس کی کاروائی آگے بڑھانے کے لئے بھی وکیل (Lawyer) ہی کی خدمات لی جاتی ہیں اور عام طور پر وکیل سے یہی مراد لیا جاتا ہے۔

مجلّہ میں بیان:

اذن و اجازت بھی توکیل ہی ہے۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۸۶ کے مطابق "ایجنٹ کا اختیار صریحی یا معنوی ہو سکتا ہے۔"[37]

تقابل:

قانون معاہدہ کی مذکورہ دفعہ کے مطابق ایجنٹ اور مالک کے اختیار کے لئے صرف صراحتاً اجازت ضروری نہیں بلکہ معنوی اختیار بھی کافی ہے۔ صریحی اور معنوی اجازت کی مزید تفصیل قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۸۷ میں بیان کی گئی ہے جس کے مطابق صریحی اختیار وہ ہے جو زبانی تحریر ہو اور معنوی اختیار وہ ہے جو معاملہ کے حالات سے اخذ کیا جائے اور مالک کو ان پر اعتراض نا ہو۔[38] اسی کی طرف مجلّہ کی زیر بحث دفعہ میں اشارہ ہے کہ مالک کو کسی کام کی اجازت دینا بھی وکالت ہی سمجھا جائے گا۔ اس لئے ان دونوں قوانین کی روح میں یکسانیت پای جاتی ہے۔ مجلّہ کی دفعہ ۱۴۵۳ میں اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ بعد میں اجازت دینا بھی وکالت کے حکم میں ہوگا۔

مجلّہ میں بیان:

بعد میں اجازت دینا وکالت کے حکم میں ہوگا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ دفعہ ۱۹۶ میں بیان کیا گیا ہے کہ "جب کسی نے دوسرے شخص کی طرف سے اس کے علم میں لائے بغیر کوئی کام سرانجام دیا تو دوسرے شخص کو اختیار ہے کہ اس عمل کو منظور یا نامنظور کرے، اگر منظور کرے تو عمل کے نتائج وہی ہوں گے جیسا کہ اس کی اجازت سے سرانجام دیا گیا۔"[39]

تقابل:

مجلّہ اور قانون معاہدہ کی مذکورہ دفعات میں یکسانیت پائی جارہی ہے۔ تاہم پاکستانی قانون میں اسے توثیق کہا جاتا ہے اجازت نہیں اس لئے کہ توثیق اجازت یا رضامندی سے مختلف ہے کہ اجازت یا رضامندی معنوی یا صراحتاً ہوتی ہے اور یہ کسی کام سے پہلے دی جاتی ہے جب کہ توثیق کے لئے ضروری ہے کہ وہ کام کے سرانجام دینے کے بعد کی گئی ہو۔[40] مجلّہ میں توثیق (عمل کے بعد مالک کی اجازت) کے بارے میں زیادہ تفصیل موجود نہیں لیکن قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۹۶ سے ۲۰۰ تک میں اسی کی تفصیل بیان کی گئی ہے جیسے توثیق کا صریحی یا معنوی ہونا، توثیق کی شرائط، جزوی توثیق کا مکمل معاملے پر اثر وغیرہ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلّہ کے برخلاف پاکستانی قانون میں توثیق کے بارے میں تفصیلات نسبتاً زیادہ ہیں۔

مجلّہ میں بیان:

وکالت کی شرط ہے کہ موکل جس کام کے لئے کسی کو وکیل بنائے خود بھی اس کام کی قدرت رکھتا ہو۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۲۶ میں ذکر ہے کہ "وکیل کے ذریعے کئے گئے معاہدات اور ذمہ داریاں اسی طرح واجب التسلیم ہوں گی اور ایسے ہی قانونی نتائج رکھیں گی جیسا خود مالک کے کرنے سے ہوتے ہیں۔"[41]

تقابل:

وکیل کے اعمال کے قانونی اثرات ویسے ہی ہوں گے جو خود موکل کے کرنے سے ہوتے ہیں۔ اسی لئے مجلّہ الاحکام العدلیۃ کی مذکورہ دفعہ میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ "وکالت کی شرط ہے کہ موکل جس کام کے لئے کسی کو وکیل بنائے خود بھی اس کام کی قدرت رکھتا ہو۔" قانون معاہدہ کی زیر بحث دفعہ بھی اسی کا تذکرہ کرتی ہے جس سے دونوں قوانین میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔

مجلّہ میں بیان:

وکیل کا عاقل وصاحب تمیز ہونا ضروری ہے بالغ ہونا نہیں۔

پاکستانی قانون میں بیان:

پاکستانی قانون معاہدہ دفعہ ۱۸۳ میں موکل (مالک) کے لئے شرائط موجود ہیں جس کے مطابق "وہ شخص جو قانون کے مطابق جس کا تابع ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، ایجنٹ مقرر کر سکتا ہے۔"[42] دفعہ ۱۸۴ میں ایجنٹ کے لئے مقررہ شرائط کے بیان میں عاقل وبالغ ہونے کے ساتھ یہ شرط بھی موجود ہے کہ "ایجنٹ ہونے کی صورت میں درج احکامات کے مطابق مالک کو جواب دہ ہوسکے۔"[43]

تقابل:

مالک اور دوسرے فریق کے درمیان ہونے والے معاملات میں ایجنٹ دراصل مالک ہی کا نمائندہ ہوتا ہے اور اسی کی نمائندگی کررہا ہوتا ہے، اس لئے ایجنٹ کے لئے ضروری ہے کہ مالک ہونے کی صورت میں اس معاملہ کو خود سرانجام دے سکے۔ اگر ایجنٹ میں معاہدہ کرنے کی صلاحیت موجود ہو یعنی وہ اصالتاً معاملہ کر سکتا ہو تو مالک کی طرف سے بھی معاہدہ کا اہل ہو گا اور اس صورت میں مالک اس کے کئے ہوئے معاہدات کا پابند ہوگا۔ اس کی طرف مجلّہ کی دفعہ ۱۴۵۹ میں اشارہ کیا گیا ہے جس میں موجود ہے کہ "يَصِحُّ أَنْ يُوَكِّلَ أَحَدٌ غَيْرَهُ فِي الْأُمُورِ الَّتِي يَقْدِرُ عَلَى إجْرَائِهَا بِالذَّاتِ وَبِإِيفَاءِ وَاسْتِيفَاءِ كُلِّ حَقٍّ مُتَعَلِّقٍ بِالْمُعَامَلَاتِ"۔ تاہم مجلّہ کی اس دفعہ میں ایک اضافی شرط جس کا ذکر قانون معاہدہ کی اس شق میں نہیں وہ یہ ہے کہ موکل بہ یعنی جس چیز کے بارے میں وکیل بنایا گیا وہ معلوم ہونی چاہیے۔

مجلّہ میں بیان:

وکیل کے قبضے میں جو مال خرید وفروخت، قرض کی ادائیگی و وصولی یا کسی چیز کے لینے سے آئے وہ ودیعت ہوگی جو بنا کوتاہی وغفلت کے ضائع ہو جائے تو ضامن نہیں ہوگا۔ رسول کے پاس مال بھی ودیعت ہی ہو گا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۱۲ میں بیان ہے کہ "(وکیل کے لئے) ضروری ہے کہ جو نقصان اس کی غفلت کی وجہ سے ہو اس کا معاوضہ مالک کو ادا کرے گا۔"[44]

تقابل:

چونکہ موکل اعتماد کرکے وکیل کو اپنے معاملات کی ذمہ داری سونپتا ہے، اس لئے یہ وکیل کی ذمہ داری ہے کہ موکل کے مال کی حفاظت اسی طرح کرے جس طرح عام حالات میں کی جاتی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وکیل نے موکل کے مال کی حفاظت میں غفلت سے کام لیا ہے تو یہ اس نقصان کا ذمہ دار ہو گا اور موکل کو ضمان ادا کرے گا۔ مجلّہ میں موکل کے مال کو وکیل

کے پاس امانت قرار دیا گیا ہے اور اس پر ودیعت ہی کے احکام لاگو کئے گئے ہیں جس کی بناء پر تعدی یا غفلت کی وجہ سے نقصان کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

مجلّہ میں بیان:

وکیل موکل کی اجازت کے بغیر کسی اور کو وکیل نہیں بنا سکتا، لیکن اگر موکل نے اس کو اذن عام دیا ہو تو اس صورت میں وہ کسی اور کو وکیل بنا سکتا ہے اور وکیل کا وکیل بھی موکل کا ہی وکیل ہو گا، اس لئے وکیل اول کے فوت ہونے یا معزول ہونے سے وکیل ثانی معزول نہیں ہوگا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

وکیل الوکیل کی تعریف قانون معاہدہ دفعہ ۱۹۱ میں کی گئی ہے جس کے مطابق "نائب وکیل (کارندہ) وہ شخص ہے جو اصل کاروبار میں اصل نمائندہ (وکیل اول) کا نمائندہ ہو اور اس کی نگرانی میں کام کر رہا ہو۔"[45] قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۹۰ کے مطابق "وکیل کسی دوسرے کو اس وقت تک قانونی طور پر مقرر نہیں کر سکتا جن امور کو پورا کرنے کی ذمہ داری صراحتاً یا اشارتاً خود لی ہو سوائے ان صورتوں کے جن میں تجارت کی روایات معمول کی وجہ سے نائب نمائندہ مقرر کیا جا سکتا ہو یا کاروبار کی نوعیت کے لحاظ سے نائب نمائندہ کی تقرری ضروری ہو۔"[46]

تقابل:

عام قانون یہی ہے کہ وکیل کسی اور کو وکیل نہیں بنا سکتا اس لئے کہ موکل نے اس کو اعتماد کی وجہ سے وکیل بنایا ہوتا ہے اور یہ اعتماد ہر کس نا کس پر نہیں کیا جاتا تاہم کچھ صورتوں میں اس کی اجازت دی گئی ہے جن میں سے کچھ کی طرف قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۹۰ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ مالک نے وکیل کو اپنا وکیل بنانے کی صراحتاً یا اشارتاً اجازت دی ہو، عام تجارتی عرف میں وکیل کو نائب بنانے کی اجازت کا رواج ہو یا وہ معاملہ اس بات کا تقاضا کرے کہ وکیل اپنا نائب مقرر کرے۔

مجلّہ میں اس بات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ وکیل اول کو وکیل ثانی بنانے کا اختیار اذن عام کی صورت میں ہوگا اور یہ وہی بات ہے جو قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۹۰ میں ذکر ہے (صراحتاً یا اشارتاً اجازت) تاہم مجلّہ کی دفعہ میں ایک مسئلہ ذکر کیا گیا ہے جو دفعہ ۱۹۰ میں نہیں کہ وکیل ثانی بھی دراصل موکل ہی کا وکیل ہو گا اور اس کے ثبوت کے طور پر یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ اگر وکیل اول فوت بھی ہو جائے تو وکیل ثانی معزول نہیں ہو گا بلکہ وہ موکل کے تابع ہوگا یہی بات قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۹۲ میں موجود ہے۔ مجلّہ کی زیر بحث دفعہ کے مطابق وکیل (اول) موکل کی اجازت کے بغیر کسی کو اپنا وکیل نہیں بنا سکتا۔ قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۹۳ میں یہ بات موجود ہے۔[47] جبکہ دفعہ ۱۹۴ میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ "جب مالک صراحتاً یا اشارتاً اجازت دے، وکیل الوکیل بھی دراصل مالک کا نمائندہ ہوگا۔"[48]

اس مختصر خلاصہ کا مفہوم یہ ہے کہ وکیل اول مالک کی اجازت سے اپنا وکیل مقرر کر سکتا ہے اس کے بغیر نہیں کر سکتا اور اجازت کی صورت میں وکیل ثانی بھی دراصل مالک ہی کا نمائندہ ہوگا اور اس بارے میں دونوں قوانین میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

مجلّہ میں بیان:

اگر وکیل نے خریدنے میں موکل کی بیان کردہ جنس کی مخالفت کی تو یہ موکل کے حق میں نہیں ہو گا اگرچہ اس میں

موکل کا زیادہ فائدہ ہو۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۲۷ میں بیان ہے:

"جب نمائندہ اختیار سے زائد کام کرلے اور وہ کام اس سے الگ ہو سکتا ہے (یعنی موکل کے معاملات کے لئے لازمی نہیں ہے) تو اجازت کے بقدر ہی مالک اور وکیل کے درمیان قابل تسلیم ہوگا۔"[49]

اس دفعہ کے ساتھ دفعہ ۲۲۸ بھی شامل کرنے سے معاملہ زیادہ واضح ہو جاتا ہے جس میں بیان ہے کہ "جب وکیل اختیار سے زیادہ ایسا کام سرانجام دے جو اصل کام سے جدا نہ ہو سکے تو مالک کو یہ عمل قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔"[50]

تقابل:

وکالت کا تقاضا ہے کہ وکیل موکل کی بتائی ہوئی حدود اور ہدایات سے تجاوز نہ کرے۔ اگر وکیل ان ہدایات سے تجاوز کرے اور یہ تجاوز ایسا نہ ہو جو ان معاملات کی تعمیل یا تکمیل کے لئے ضروری ہے تو ایسی صورت میں موکل کی ہدایت کے بقدر تو وکالت درست ہوگی جس کا رجوع وکیل موکل سے کر سکتا ہے لیکن زائد کا مالک ذمہ دار نہیں ہوگا۔[51] یہ قانون مجلّہ کی زیر بحث دفعہ میں موجود ہے تاہم اس میں وکیل کے تجاوز کو مالک کی مخالفت سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی مثالیں آنے والی دفعات میں[52] دیکھی جا سکتی ہیں جب کہ قانون معاہدہ کی مذکورہ دفعہ میں اسے تجاوز سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مجلّہ میں بیان:

اگر وکیل نے موکل کی کسی قید کی مخالفت کی تو یہ معاملہ وکیل کے حق میں ہوگا نہ کہ موکل کے حق میں، لیکن اگر اس صورت میں موکل کا زائد نفع ہو تو یہ مخالفت شمار نہیں ہوگی۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۱۱ میں بیان کیا گیا ہے کہ "نمائندہ (وکیل) کے لئے ضروری ہے کہ مالک کا کاروبار چلانے میں اس کی ہدایات پر عمل کرے۔ اگر ہدایات نہ دی گئی ہوں تو اس قسم کے کاروبار کے مطابق رائج رواج پر عمل کرے۔"[53]

تقابل:

قانون معاہدہ میں اگرچہ وکیل کی خرید و فروخت کی زیادہ صورتیں بیان نہیں کی گئیں تاہم مذکورہ دفعہ میں موجود قانونی قاعدے میں تمام مسائل کا قانونی راستہ بتا دیا گیا ہے جس کے مطابق وکیل کو وکالت میں دو اشیاء "مالک کی ہدایات" اور "وکالت کے معالات میں مقامی رواج" کا خیال رکھنا ہوگا۔ ان دونوں صورتوں کے علاوہ اگر وکیل اپنی طرف سے کوئی عمل کرتا ہے جس سے نقصان ہوتا ہے تو یہ اس کا ضامن ہوگا۔ اس مسئلہ کے بارے میں مجلّہ کی دفعہ ۱۴۹۵ میں مسئلہ سے رہنمائی لی جا سکتی ہے جس کے مطابق اگر موکل نے قیمت متعین کر دی تھی تو وکیل کو اس سے کم پر فروخت کا اختیار نہیں ہوگا۔ اگر وکیل نے موکل کی اجازت کے بغیر مال مشتری کے حوالے کر دیا تو موکل کو وکیل سے ضمان لینے کا اختیار ہوگا۔ موکل کی اجازت کی ضرورت کے بارے میں دوسری مثال دفعہ ۱۴۶۶ میں موجود ہے جس کے مطابق "وکیل موکل کی اجازت کے بغیر کسی اور کو وکیل نہیں بنا سکتا"۔ اس کے علاوہ اس باب کی فصل دوم، سوم اور چہارم میں کئی مسائل موجود ہیں جہاں موکل کی ہدایات یا رواج سے وکیل کی روگردانی کی وجہ سے اس کو ضامن بنایا گیا ہے۔ قانون معاہدہ کی مذکورہ دفعہ میں دوسرا مسئلہ عرف و رواج کا ہے جس کی نظیر

مجلّہ کی دفعہ ۱۴۷۳ اور ۱۴۹۸ میں موجود ہے جن میں وکیل کو مختلف مسائل میں مقامی عرف یا رواج کے مطابق عمل کا پابند بنایا گیا ہے۔

مجلّہ میں بیان:

اگر کسی خاص چیز کی خریداری کا وکیل بنایا تو اب وکیل وہ اپنے لئے نہیں خرید سکتا اگرچہ خریدتے وقت اس نے کہا بھی ہو کہ اپنے لئے خرید رہا ہوں۔ اگر موکل کی بیان کی گئی قیمت سے مہنگا خریدا، غبن فاحش کے ساتھ خریدا یا موکل نے قیمت ہی نہیں بتائی تھی تو یہ مال موکل کا ہوگا۔ اگر موکل کی موجودگی میں وکیل نے کہہ دیا کہ مال اپنے لئے خریدا تو اب یہ مال وکیل کا ہوگا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۱۶ میں بیان ہے کہ "اگر کوئی وکیل مالک کی اجازت کے بغیر وکالت میں اپنا کاروبار کرتا ہے تو مالک اس سے ہونے والے فائدے کا مطالبہ وکیل سے کر سکتا ہے۔"[54]

تقابل:

اس دفعہ کا تعلق اس سے ہے کہ وکیل اپنی وکالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ناجائز مفاد حاصل نہیں کر سکتا اس لئے کہ وکالت کا تقاضا ہے کہ وکیل دوسروں سے موکل کے مفادات کا تحفظ کرے اور خود بھی کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے موکل (مالک) کے مفادات پر زد پڑتی ہو۔ اسی لئے قانون معاہدہ کی مذکورہ شق میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس صورت میں مالک اس ناجائز فائدہ کا مطالبہ وکیل سے کر سکتا ہے۔ مجلّہ کے مطابق بھی اگر موکل نے کسی خاص چیز کی خریداری کا وکیل بنایا تو وہ اپنے لئے نہیں خرید سکتا اگرچہ اس نے صراحتاً کہا بھی ہو کہ میں اپنے لئے خرید رہا ہوں اور اس کی وجہ بھی وکالت میں موکل کے مفادات کا تحفظ ہے۔ تاہم مجلّہ کی صراحت کے مطابق اگر وکیل خریداری کا یہ معاملہ موکل کی موجودگی میں کرتا ہے تو یہ درست ہوگا، اس لئے کہ اس صورت میں موکل کی رضامندی شامل ہے۔

مجلّہ میں بیان:

وکیل بالشراء کو موکل کی اجازت کے بغیر اقالہ کا اختیار نہیں ہوگا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

وکیل کے اختیارات کی حدود کے بارے میں قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۸۸ میں ایک اصولی قاعدہ بیان کیا گیا ہے جس کے مطابق "جس نمائندہ (وکیل) کو کسی عمل کا اختیار حاصل ہو اس کو ہر جائز عمل کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے جو اس عمل کے لئے ضروری ہو"۔ اسی دفعہ میں آگے مزید وضاحت ایسے کی گئی ہے کہ "جس نمائندہ کو کسی کاروبار کرنے کا اختیار حاصل ہو اسے ہر اس جائز عمل کا اختیار ہے جو اس کاروبار کے مقاصد کے لئے ضروری ہے یا اس کاروبار کے اجراء کے لئے معمول کے مطابق عمل میں لایا جائے۔"[55]

تقابل:

وکیل بالشراء، وکیل بالبیع یا کسی اور معاملے کے لئے مقررہ وکیل کے اختیارات کی حدود کے بارے میں مجلّہ میں کوئی اصول موجود نہیں تاہم کئی ایسے قوانین موجود ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وکیل کو اسی کام کا اختیار ہے جو اس وکالت

کے معاملے میں اصالتاً یا اشارتاً داخل ہو، یا عام طور پر وہ کام وکالت کے لئے مقررہ کام میں داخل ہو یا مالک کی طرف سے اس کی صراحتاً یا اشارتاً اجازت دی گئی ہو مثلاً دفعہ ۱۴۹۵ کے مطابق "اگر موکل نے قیمت متعین کر دی تھی تو اس سے کم پر فروخت کا اختیار نہیں ہوگا "۔ دفعہ ۱۵۱۸ کے مطابق "اگر وکیل کے اقرار کے اختیار کا استثنیٰ کر دیا تو جائز ہے اور اس صورت میں وکیل کا اقرار حاکم کے سامنے درست نہیں ہو گا اور یہ وکالت سے معزول ہو جائے گا"۔ دفعہ ۱۵۰۵ میں لکھا گیا ہے کہ "وکیل بالبیع خود اقالہ کر سکتا ہے لیکن یہ اقالہ موکل کے حق میں نافذ نہیں ہو گا اور مشتری کے لئے ضروری ہو گا کہ ثمن موکل کو ادا کر دے" اور دفعہ ۱۵۰۸ میں موجود ہے کہ "اگر کسی نے دوسرے کو حکم دیا کہ اس پر یا اس کے اہل خانہ پر خرچ کرو تو رجوع کا کہا ہو یا نہ کہا ہو، مامور بقدر معروف رجوع کر سکتا ہے۔ اگر گھر بنانے کا کہا تب بھی بقدر معروف کا رجوع کر سکتا ہے چاہے رجوع کا نہ کہا ہو۔"

ان تمام دفعات کا خلاصہ یہی ہے کہ وکیل کو اختیار حاصل ہونے کے لئے جہاں صراحت ضروری ہے وہیں عرف کے مطابق بھی اس کو کچھ اختیار حاصل ہوتے ہیں اگرچہ ان کا تذکرہ وکالت میں نہ کیا ہو۔ قانون معاہدہ کی زیر بحث دفعہ میں اصولی نکتہ بیان کر دیا گیا ہے جو ان تمام دفعات کی تائید کرتا ہے اس لحاظ سے جامع اور مانع ہے کہ یہ مجلّہ کی تمام قانونی دفعات کو محیط ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ اس وکیل کے اختیار کے لئے ایک قید موجود ہے جس کے مطابق وکیل کو قانوناً صرف جائز کام کا اختیار ہو گا، غیر قانونی امور کا نہیں۔ قانون معاہدہ کی دفعہ ۱۸۹ میں اس کی وضاحت میں لکھا گیا ہے کہ "ہنگامی (ایمرجنسی) صورت میں وکیل اپنے موکل کو نقصان سے بچانے کے لئے ان حالات کے مطابق تمام اقدامات سرانجام دینے کا اختیار ہوگا۔"[56]

مجلّہ میں بیان:

اگر موکل نے قیمت متعین کر دی تھی تو اس سے کم پر فروخت کا اختیار نہیں ہوگا۔ اگر پھر بھی بیچ دیا تو یہ موکل کی اجازت پر موقوف ہوگا، اور اگر موکل کی اجازت کے بغیر مال مشتری کے حوالے بھی کر دیا تو موکل کو وکیل سے ضمان لینے کا اختیار ہوگا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۱۵ کے مطابق "اگر نمائندہ مالک کی اجازت کے بغیر اپنی جانب سے معاملہ کرے اور معلوم ہو کہ نمائندگی کے کسی اہم واقعہ کے متعلق معاملہ کو غلط نیت سے چھپایا گیا ہے یا نمائندہ کا عمل مالک کے نقصان کا سبب ہے تو موکل کو اختیار حاصل ہے کہ اس کی منظوری نہ دے۔"[57]

تقابل:

موکل کی وکالت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وکیل اس کی مرضی یا ہدایات کے مطابق معاملات سرانجام دے۔ اگر کسی معاملہ میں یہ ثابت ہو جائے کہ وکیل نے موکل کے لئے نقصان کا سبب بننے والا معاملہ کیا اور اسے موکل سے پوشیدہ رکھا تو موکل کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اس کی منظوری نہ دے۔ اس کا مقصد مالک کو نقصان سے محفوظ رکھنا ہے۔ قانون معاہدہ کی مذکورہ دفعہ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مجلّہ کی کئی دفعات میں موکل کا یہ قانونی حق محفوظ رکھنے کے لئے مسائل موجود ہیں جیسے دفعہ ۱۴۶۶ میں ذکر ہے کہ وکیل موکل کی اجازت کے بغیر کسی اور کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

مجلّہ میں بیان:

اگر کسی نے دوسرے آدمی کو کسی شخص یا بیت المال کا قرض ادا کرنے کا کہا اور مامور نے قرض ادا کر دیا تو وہ اس آمر

سے رجوع کر سکتا ہے چاہے اس نے رجوع کا کہا ہو یا نہ کہا ہو۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۱۷ میں وکیل کے لئے موکل سے رجوع کا حق تسلیم کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ "وکیل کو اختیار ہے کہ وہ رقم جو مالک کے کاروبار کے لئے اس نے ادا کی ہو یا مناسب اخراجات کئے ہوں اور اجرتِ وکالت اپنے پاس رکھ لے۔"[58]

تقابل:

وکیل مالک کے کاروباری معاملات کو چلانے کے لئے یا اس کے مال کی حفاظت کے لئے کئے گئے مناسب اخراجات اور اپنی وکالت کی مقررہ اجرت موکل کے مال میں سے وصول کر سکتا ہے یا اگر اس نے اپنے مال میں سے ان اخراجات کی مد میں رقم خرچ کی ہے تو موکل سے اس کا رجوع کر سکتا ہے۔ مجلّہ کی دفعات میں کئی قانون مسائل موجود ہیں جن میں وکیل کو رجوع کا اختیار دیا گیا ہے بلکہ وہ صورت بھی ذکر ہے جس میں صرف خرچ کرنے کا کہا گیا ہو اور رجوع کا تذکرہ نہ بھی ہو تو بھی وکیل کو رجوع کا حق حاصل ہوگا جیسے دفعہ ۱۵۰۸ میں بیان ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کو حکم دیا کہ اس پر یا اس کے اہل خانہ پر خرچ کرو تو رجوع کا کہا ہو یا نہ کہا ہو، مامور بقدر معروف رجوع کر سکتا ہے۔ اگر گھر بنانے کا کہا تب بھی بقدر معروف رجوع کر سکتا ہے چاہے رجوع کا نہ کہا ہو۔ دفعہ ۱۴۹۱ میں وکیل کو یہ حق بھی دیا گیا ہے کہ اگر موکل وکیل بالشراء کے کئے گئے اخراجات ادا نہیں کرتا تو وکیل کو قیمت کی وصولی تک مبیع کو روکنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ قانون معاہدہ کی مذکورہ دفعہ میں بھی تین صورتوں میں وکیل کو موکل سے قیمت کے رجوع کا حق حاصل ہوگا۔ اس دفعہ میں بھی اسی اصول کا سہارا لیا گیا ہے جس کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔ تاہم قانون معاہدہ میں اس سے ایک صورت مستثنی کی گئی ہے جس کے مطابق وکیل بدعنوانی کی وجہ سے اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔[59] قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۲۱ کے مطابق وکیل کو وکالت سے متعلق اخراجات و اجرت کی وصولی تک مالک کی جائداد پر قبضہ کا اختیار ہوگا جس کا تذکرہ مجلّہ کی دفعہ ۱۴۹۱ میں کیا گیا ہے۔

مزید فائدہ کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ قانونِ معاہدہ کی دفعہ ۲۲۲ (Agent to be indemnified against consequences of lawful acts) اور دفعہ ۲۲۳ (Agent to be indemnified against consequences of acts done in good faith) میں وکیل کے قانونی اور نیک نیتی پر مبنی افعال کی صورت میں ہونے والے اخراجات و اجرت کو قانون تحفظ دیا گیا ہے جس کے رجوع کا اسے حق دیا گیا ہے۔ اس امر کی مزید توضیح دفعہ ۲۲۴ (Non-liability of employer of agent to do a criminal act) میں ہے جس کے مطابق موکل وکیل کے غیر قانونی کام کے نتائج کا ذمہ دار نہیں ہوگا اگرچہ اسے قبول بھی کرلے جب کہ دفعہ ۲۲۵ میں ایک اور مسئلہ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مالک کی وجہ سے وکیل کو ضرر پہنچے تو مالک پر اس کا ضمان ہوگا۔[60]

مجلّہ میں بیان:

موکل اپنے وکیل کو کسی بھی وقت معزول کر سکتا ہے لیکن اگر اس کے ساتھ کسی اور کا حق متعلق ہو تو معزول نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر مدعی کے مطالبہ پر وکیل بنایا گیا تو مدعی کی غیر موجودگی میں وکیل کو معزول نہیں کیا جا سکتا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۰۱ میں وہ صورتیں بیان کی گئی ہیں جن میں وکیل معزول ہو سکتا ہے چنانچہ بیان ہے کہ "جب مالک اختیار ختم کر دے، یا وکیل وکالت چھوڑ دے، یا وکالت کا معاملہ مکمل ختم ہو جائے، مالک یا وکیل پاگل یا فوت ہو جائیں، یا مالک مقروض مفلس قرار پا جائے تو وکالت ختم ہو جاتی ہے۔"[61]

تقابل:

مجلّہ کی یہ فصل "الْمَسَائِلِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِعَزْلِ الْوَكِيلِ" کے نام سے موسوم ہے جس میں بعض وہ صورتیں بیان کی گئی ہیں جن میں وکیل معزول ہو جاتا ہے یا وکالت ختم ہو جاتی ہے۔ قانون معاہدہ کی زیر بحث دفعہ اور اس فصل کی کچھ دفعات بالکل ہم آہنگ ہیں جیسے دفعہ ۱۵۲۶ میں بیان کیا گیا ہے کہ موکل بہ کے ختم ہوتے ہی وکالت ختم اور وکیل معزول ہو جائے گا۔ قانون معاہدہ کی اس دفعہ میں یہی ذکر کیا گیا ہے اسی طرح دفعہ ۱۵۲۷ کے مطابق موکل کی وفات سے وکیل معزول ہو جائے گا اور یہی بات قانون معاہدہ کی دفعہ میں موجود ہے تاہم مجلّہ میں اس کے کچھ اثرات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جو قانون معاہدہ کی دفعہ میں موجود نہیں، جیسے وکیل الوکیل ہونے کی صورت میں موکل کی وفات سے وکیل کا وکیل بھی معزول ہو جائے گا اور دفعہ ۱۵۲۹ میں بیان کیا گیا ہے کہ وکیل کی وفات سے وکالت اس کی وراثت میں منتقل نہیں ہوگی وغیرہ۔ دفعہ ۱۵۳۰ میں لکھا گیا ہے کہ موکل یا وکیل کے پاگل پن سے وکالت باطل ہو جائے گی جب کہ یہی الفاظ اس دفعہ میں موجود ہیں۔ تاہم پاکستانی قانون کی ایک بات جو مجلّہ میں مذکور نہیں ہے، وہ مالک کا مفلس ہو جانا ہے، جس کے بارے میں مجلّہ میں کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔ مجلّہ کی مذکورہ دفعہ میں کسی اور کا حق متعلق ہونے کی صورت میں معزول نہ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کے بارے میں قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۰۲ اور ۲۰۳ میں وضاحت بیان کی گئی ہے جس کی تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔"[62]

مجلّہ میں بیان:

موکل کے معزول کرنے کے بعد جب تک وکیل کو اس کی اطلاع نہ ملے وہ وکیل برقرار رہے گا اور اس کے تصرفات درست ہوں گے۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۰۶ کے مطابق "وکالت کی منسوخی یا ترک کرنے کے بارے میں مناسب اطلاع دینا ضروری ہے ورنہ مالک یا نمائندے کے نقصان کی صورت میں معاوضہ کا دوسرا فریق ذمہ دار ہو گا۔"[63]

تقابل:

قانون معاہدہ کی مذکورہ دفعہ میں ایک اصولی قانونی نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ مالک یا نمائندہ میں سے جو بھی وکالت ترک یا منسوخ کرنا چاہے اس کے لئے لازمی ہے کہ موزوں انداز سے دوسرے فریق کے علم میں لے آئے۔ اس فسخ یا ترک کا طریقہ کار قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۰۷ میں ذکر کیا گیا ہے جس کے مطابق "فسخ یا ترک صراحتاً یا اشارتاً دونوں طرح ہو سکتا ہے۔"[64]

مجلّہ کی زیر بحث دفعہ میں صرف اس صورت کا ذکر کیا گیا ہے جب موکل وکیل کو معزول کرے جب کہ اگلی دفعہ ۱۵۲۴ میں وکیل کے خود معزول ہونے کی صورت بھی بیان کی گئی ہے جس کے مطابق "وکیل اگر خود معزول ہو جائے تو موکل کو اس کا علم ہونا ضروری ہے جب تک موکل کو اس کا علم نہ ہو یہ وکالت کے معاملات سنبھالتا رہے گا۔"

مجلّہ میں بیان:

وکیل اگر خود معزول ہو جائے تو موکل کو اس کا علم ہونا ضروری ہے جب تک موکل کو اس کا علم نہ ہو یہ وکالت کے معاملات سنبھالتا رہے گا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ دفعہ ۲۰۸ میں ذکر ہے کہ "نمائندے (وکیل) کا اختیار اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک اس کو اطلاع نہ ملے اور ثالث کے حق میں بھی وکالت اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک اس کو وکالت ختم ہونے کی اطلاع موصول نہ ہو جائے۔"[65]

تقابل:

قانون معاہدہ کے مطابق مالک کے لئے یہ لازم ہے کہ وکیل اور ثالث دونوں تک وکالت کے منسوخ یا متروک ہونے کی اطلاع پہنچا دے۔ جب تک وکیل یا ثالث کو اس کی اطلاع موصول نہیں ہو گی ان کے افعال درست ہوں گے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ مالک کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ثالثی کے استرداد کے لئے باقاعدہ نوٹس دے بلکہ یہ ثابت کر دینا کافی ہو گا کہ تیسرے شخص کو اس وکالت کے فسخ ہونے کا علم تھا۔ مجلّہ کی دفعات ۱۵۲۳اور ۱۵۲۴ میں اسی قانون کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں دونوں اطراف (موکل اور وکیل) میں سے کسی بھی طرف سے وکالت کی منسوخی یا متروکی کی صورت میں دوسرے فریق کو اس کی اطلاع پہنچانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

مجلّہ میں بیان:

موکل کی وفات سے وکیل کا وکیل بھی معزول ہو جائے گا۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۱۰ کے مطابق "نمائندہ (وکیل) کا اختیار ختم ہونے پر تمام نائب نمائندوں (وکیل ثانی) کے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔"[66]

تقابل:

دونوں کتب قوانین میں اس مسئلہ میں یکسانیت پائی جا رہی ہے۔

مجلّہ میں بیان:

موکل یا وکیل کے پاگل پن سے وکالت باطل ہو جائے گی۔

پاکستانی قانون میں بیان:

قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۰۱ کے مطابق مالک کے مجنون ہونے کی صورت میں وکالت ختم ہو جاتی ہے۔[67]

تقابل:

موکل یا مالک کے جنون کی صورت میں وکالت کے ختم ہونے کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے تاہم قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۰۹ میں اس کے اثرات کے بارے میں ایک زائد قانونی مسئلہ ذکر کیا گیا ہے جس کے مطابق "جب وکالت مالک کے فوت ہو جانے یا مجنون ہونے کی وجہ سے ختم ہو جائے تو وکیل مرحوم مالک کے قائم مقام بن کر اس کے سپرد کردہ مفادات کی حفاظت اور تحفظ کے لئے

تمام مناسب اقدامات کا پابند ہے۔"[68]

نتائج

تمام انسانی معاشروں میں عدل وانصاف کی اہمیت مسلم ہے۔ گھریلو معاملات سے لے کر بین الاقوامی تک تمام تر کا حل بھی اسلام نے عدل کو قرار دیا ہے۔ معاشرتی ناانصافی کو دور کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ آیت "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ"[69] میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کتب فقہ میں قوانین کا حصہ ہمیشہ سے اہمیت رکھتا ہے لیکن ان میں تفصیل، فقہاء کے مابین اختلاف، کتب کی طوالت اور مسائل کا غیر مکان پر موجود ہونا ایسے عوامل ہیں جن کی وجہ سے عدالتوں میں ان کتب سے کماحقہ استفادہ ماہرین فقہ و قانون کے علاوہ بعض خواص کے لئے بھی ممکن نہیں تھا۔ خلافت عثمانیہ میں فقہ حنفی کے رائج ہونے کی وجہ سے اس معاملہ کی اہمیت کو کافی عرصے سے محسوس کیا جارہا تھا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر مجلۃ الاحکام العدلیۃ جیسا قانونی و فقہی شاہکار سامنے آیا جس میں سول لاء سے متعلق اسلامی احکام کو دفع بندی کے مرحلہ سے گزار کر عدالتوں میں رائج کیا گیا۔

سفارشات:

مجلۃ الاحکام العدلیۃ کی اہمیت، سہل زبان اور عمدہ تقسیم ہی کی وجہ سے اس کتاب کے آغاز سے ہی اہل علم نے اس کی شروحات، توضیحات، تراجم اور حواشی پر کام کیا لیکن یہ کام زیادہ تر یا تو ترک زبان میں تھا یا عربی زبان میں۔ اردو میں مجلۃ الاحکام پر ہونے والا کام اپنی افادیت کے باوجود خال خال ہی نظر آتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے اس عظیم علمی و قانونی ورثہ کی حفاظت کے پیش نظر اس پر پراجیکٹ لیول پر کام کیا جائے تاکہ اردو بولنے، سمجھنے اور پڑھنے والوں کے سامنے اس علمی ورثہ کو پیش کیا جاسکے تاکہ تحقیق کی نئی راہیں کھل سکیں اس مقصد کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مجلّہ کی دفعات کا از سر نو جائزہ لیا جائے جس کا مناسب طریقہ یہ بھی ہے کہ پاکستانی قانون کے ساتھ اس کا تقابلی یا تطبیقی جائزہ لیا جائے تاکہ اس کی افادیت مزید کھل کر سامنے آئے درج بالا تحقیقی کاوش اسی منزل کی طرف ایک قدم ہے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] الجوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۸۷ء، فصل الجیم، ۴: ۱۶۵۸

Al Jawharī, Ismāʻīl bin Ḥammād, *Al Ṣiḥāḥ Tāj al Lughah*, (Beirut: Dār al ʻIlm lil Malāyīn, 1987), 4: 1658

[2] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، ۱۴۱۴ھ، حرف لام، فصل الجیم، ۱۱: ۱۲۰

Ibn Manẓūr, Muḥammad bin Mukarram, *Lisān al ʻArab*, (Beurit: Dār Ṣadir , 1414), 11: 120

[3] القزوینی، احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، دار الفکر، ۱۹۷۹ء، کتاب الجیم، ۱: ۴۱۹

Al Qazwīnī, Aḥmad bin Fāris, *Muʻjam Maqāyīs al Lughah*, (Beirut: Dār al Fikr, 1979), 1: 419

[4] العسکری، الحسن بن عبد اللہ، الفروق اللغویۃ، دار العلم والثقافۃ للنشر والتوزیع، القاہرۃ، ۱: ۲۹۲

Al ʻAskarī, Ḥasan bin ʻAbdullah, *Al Furūq al Lughawīyyah*, (Cairo: Dār al ʻIlm wal

Thaqāfah lil Nashr), 1: 292

[5] وفي حديث سُوَيد بْنِ الصَّامِت: قَالَ لِرَسُولِ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّ الَّذِي مَعَكَ مِثْلَ الَّذِي مَعِي، فَقَالَ: وَمَا الَّذِي مَعَكَ؟ قَالَ: مَجَلَّة لُقْمَانَ، (الجزری، علی بن محمد، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۰ء، باب السین والواو، ۳: ۵۹۵)

Al Jazarī, ʻAlī bin Muḥammad, *Usud al Ghābah fī Maʻrifah al Ṣaḥābah,* (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1990), 3: 595

[6] الزبیدی، محمّد بن محمّد، تاج العروس، دار الھدایۃ، ۲۸: ۲۲۵

Al Zubaydī, Muḥammad bin Muḥammad, *Tāj al ʻUrūs,* (Dār al Hidāyah), 28: 225

[7] د. احمد مختار، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، ۲۰۰۸ء، ج ل ل، ۱: ۳۸۷

Dr. Aḥmad Mukhtār, *Muʻjam al Lughah al ʻArabiyyah al Muʻāṣarah,* (ʻĀlam al Kutub, 2008), 1: 387

[8] معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ۱: ۵۸۹

Muʻjam al Lughah al ʻArabiyyah al Muʻāṣarah, 1: 589

[9] سورۃ مریم: ۱۲

Sūrah Maryam, 12

[10] الھروی، محمد بن احمد، تھذیب اللغۃ، دار إحیاء التراث العربی بیروت، ۲۰۰۱ء، باب الْحَاء وَالْكَاف مَعَ الْفَاء، ۴: ۶۹

Al Hirawī, Muḥammad bin Aḥmad, *Tahdhīb al Lughah,* (Beirut: Dār Iḥyā' al Turath al ʻArabī, 2001), 4: 69

[11] تاج العروس، ۳۱: ۵۱۰

Tāj al ʻUrūs, 31: 510

[12] معجم مقاییس اللغۃ، بَابُ الْحَاءِ وَالْكَافِ وَمَا يَثْلُثُهُمَا، ۲: ۹۱

Al Qazwīnī, Aḥmad bin Fāris, *Muʻjam Maqāyīs al Lughah,* 2: 91

[13] معنی الحکم واقسامہ، الشیخ عادل یوسف العزازی، https://www.alukah.net/sharia/0/8570/

Sheikh ʻĀdil Yūsuf al ʻAzāzī, *Ma'na al Ḥukm wa Aqsāmihi.*

[14] تھذیب اللغۃ، ۴: ۶۹

Al Hirawī, *Tahdhīb al Lughah,* 4: 699

[15] عبد الکریم زیدان، الوجیز فی اصول الفقہ، مکتبہ محمدیہ، اردو بازار لاہور، ۲۰۱۴ء، ص: ۴۹

ʻAbdul Karīm Zaydān, *Al Wajīz fī Uṣūl al Fiqh,* (Lahore: Maktabah Muḥammadiyyah, 2014), p: 49

[16] https://www.almaany.com/ar/dict/arar

[17] الوجیز فی إصول الفقہ، ص: ۴۹

Al Wajīz fī Uṣūl al Fiqh, p: 49

[18] تیسیر التحریر، ۲: ۱۳۲۔ تسھیل الوصول، ص: ۲۴۷۔ فواتح الرحموت، ۱: ۵۶

Taysīt al Taḥrīr, 2: 132, *Tashīl al Waṣūl,* p: 247. *Fawātiḥ al Raḥamūt,* 1: 56

[19] الأصفھانی، محمود بن عبد الرحمٰن، بیان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب، دار المدنی، السعودیۃ، ۱۹۸۶ء، ۱: ۳۲۵

Al Aṣphānī, Maḥmūd bin ʻAbd al Raḥmān, *Bayān al Mukhtṣar Sharḥ Mukhtaṣar Ibn Ḥājib,* (KSA: Dār al Madanī, 1986), 1: 325

[20] الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، فصل العین، ۵: ۱۷۶۰

Al Jawharī, Ismāʻīl bin Ḥammād, *Al Ṣiḥāḥ Tāj al Lughah,* 5: 1760

[21] ابن الأثیر، المبارک بن محمد، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، ۱۹۷۹ء، ۳: ۱۹۱
Ibn al A'thīr, Mubārak bin Muḥammad, *Al Nihāyah fī Gharīb al Ḥadīth wal A'thar,* (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1979), 3: 191

[22] الفراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، دار ومکتبۃ الہلال، باب العین والدّال واللّام معہما، ۲: ۳۸۔
Al Farāhīdī, Khalīl bin Aḥmad, *Kitāb al 'Ayn*, (Maktabah al Hilāl), 2: 38

[23] آفندی، علی حیدر، درر الحکام فی شرح مجلۃ الأحکام، دار الجیل، ۱۹۹۱ء، ۱: ۹
Āfandī, 'Alī Haydar, *Durar al Ḥukkām fī Sharḥ Majallah al Aḥkām*, (Beurit: Dār al Jiyal, 1991), 1: 9

[24] درر الحکام فی شرح مجلۃ الأحکام، ۱: ۹
Āfandī, *Durar al Ḥukkām fī Sharḥ Majallah al Aḥkām*, 1: 9

[25] اگر بائع اور مشتری بیع میں گندم کا ریٹ طے کر لیں اس طرح کہ ایک مٹھی ایک درہم کی ہے تو امام صاحب کے مطابق صرف ایک مٹھی گندم کی بیع درست ہو گی اس لئے کہ یہی متعین کی گئی ہے جب کہ صاحبین کے مطابق جتنی مٹھی اس کو ضرورت ہے وہ لے کر اس کی رقم ادا کر دے گا۔

[26] اگر آڈر پر کوئی چیز بنوائی گئی تو اس کے بننے کے بعد مشتری کو اس سے رجوع کا حق ہے یا نہیں، اس میں امام بو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ مشتری کو رجوع کا حق ہے بوجہ عقد کے غیر لازم ہونے کے، جبکہ امام ابو یوسفؒ کے مطابق جب وقت مقرر پر مطلوبہ اوصاف کے مطابق چیز تیار ہو جائے تو اس صورت میں مشتری کو رجوع کا حق نہیں ہے۔

[27] امام صاحب کے ہاں مدت خیار کی اکثر مدت تین دن ہے جب کہ امام محمد کے مطابق اس کی اکثر مدت تین دن سے زیادہ ہو سکتی ہے جو بھی متعاقدین کے مابین باہم رضامندی سے طے ہو جائے۔

[28] مسئلہ بیع بالشرط میں امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ اکثر شرائط مفسد للبیع ہیں۔ جب کہ باقی مجتہدین بیع بالشرط کے قائل ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں جب مدت متعین کر دی جائے جب کہ ابن شبرمہ کے نزدیک علی الاطلاق شرط جائز ہے۔

[29] یہ دونوں کتب قواعد فقہ کے حوالے سے اولین کتب میں شمار ہوتی ہیں۔ اول الذکر کتاب شیخ زین الدین بن ابراہیمؒ کی ہے جو ابن نجیم کے نام سے معروف ہیں۔ ۹۲۶ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ کئی کتب کے مصنف ہیں جن میں الرسائل الزینیۃ، شرح المنار، البحر الرائق اور الاشباہ والنظائر شامل ہیں۔ یہ کتاب مجلّہ میں موجود قواعد فقہ کے لئے اساسی منبع ہے۔ دوسری کتاب محمد بن محمد بن مصطفیٰ کی ہے جن کی کنیت ابو سعید تھی۔ بارہویں صدی ہجری کے معروف حنفی فقیہ اور اصولی گزرے ہیں۔ مجامع الحقائق میں ۱۵۴ قواعد کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا ایک حاشیہ مجلّہ کی شرح درر الحکام پر بھی موجود ہے۔

[30] سورۃ البقرۃ: ۱۸۵
Sūrah al Baqarah, 185

[31] سورۃ الحج: ۷۸
Sūrah al Ḥajj, 78

[32] سورۃ البقرۃ: ۲۸۶
Sūrah al Baqarah, 286

[33] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار ابن کثیر دمشق، ۲۰۰۲ء، کتاب الایمان، باب الدین یسر، حدیث: ۳۹
Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ Al Bukhārī,* (Damascus: Dār Ibn Kathīr, 2002), Ḥadīth # 39

34 صحیح بخاری، ا: ۳۰

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, 1: 30

35 *Contract Act 1872,* Lahore: Mansūr Book House), p: 263

36 *Contract Act 1872,* p: 263

37 *Contract Act 1872,* p: 266

38 For details, see: 1990 CLC 1419

39 *Contract Act 1872,* p: 277

40 AIR 1927 NAG.180

41 *Contract Act 1872,* p: 307

42 *Contract Act 1872,* p: 265

43 *Contract Act 1872,* p: 265

44 *Contract Act 1872,* p: 292

45 *Contract Act 1872,* p: 273

46 *Contract Act 1872,* p: 271

47 *Contract Act 1872,* p: 274

48 *Contract Act 1872,* p: 275

49 *Contract Act 1872,* p: 307

50 *Contract Act 1872,* p: 308

51 PLD 1986 KAR 574

52 Clause # 1471, 1472, 1479 etc

53 *Contract Act 1872,* p: 290

54 *Contract Act 1872,* p: 297

55 *Contract Act 1872,* p: 268

56 *Contract Act 1872,* p: 270

57 *Contract Act 1872,* p: 295

58 *Contract Act 1872,* p: 299

59 *Contract Act 1872,* p: 300

60 *Contract Act 1872,* p: 302-305

61 *Contract Act 1872,* p: 281

62 *Contract Act 1872,* p: 283

63 *Contract Act 1872,* p: 287

64 *Contract Act 1872,* p: 287

65 *Contract Act 1872,* p: 289

66 *Contract Act 1872,* p: 290

67 *Contract Act 1872,* p: 281

68 *Contract Act 1872,* p: 289

69 سورہ النحل: ۹۰

Sūrah al Naḥal, 90